شعری اصناف

غزل

اِن اشعار کو غور سے پڑھیے:

بہت پہلے سے ان قدموں کی آہٹ جان لیتے ہیں — تجھے اے زندگی ہم دور سے پہچان لیتے ہیں
طبیعت اپنی گھبراتی ہے جب سنسان راتوں میں — ہم ایسے میں تری یادوں کی چادر تان لیتے ہیں
خود اپنا فیصلہ بھی عشق میں کافی نہیں ہوتا — اسے بھی کیسے کر گزریں جو دل میں ٹھان لیتے ہیں
جسے صورت بتاتے ہیں پتا دیتی ہے سیرت کا — عبارت دیکھ کر جس طرح معنی جان لیتے ہیں
تجھے گھاٹا نہ ہونے دیں گے کاروبارِ الفت میں — ہم اپنے سر ترا اے دوست ہر احسان لیتے ہیں
فراقؔ اکثر بدل کر بھیس ملتا ہے کوئی کافر — کبھی ہم جان لیتے ہیں کبھی پہچان لیتے ہیں

پھر مجھے دیدۂ تر یاد آیا — دل جگر تشنۂ فریاد آیا
میں نے مجنوں پہ لڑکپن میں اسدؔ — سنگ اٹھایا تھا کہ سر یاد آیا

یہ اشعار غزل سے لیے گیے ہیں۔

''غزل اُردو کی سب سے مقبول صنف ہے۔ جس کا ہر شعر ایک اکائی کی حیثیت رکھتا ہے۔ ایجاز واختصار اس کی خوبی ہے۔ ردیف اور قافیے کی پابندی کے ساتھ غزل کی مخصوص ہئیت ہوتی ہے۔''

غزل کا پہلا شعر مطلع کہلاتا ہے۔ جس کے دونوں مصرعے ہم قافیہ وہم ردیف ہوتے ہیں۔ اگر مطلع کے بعد والے شعر کے دونوں مصرعے ہم قافیہ وہم ردیف ہوں تو اُسے حسنِ مطلع کہتے ہیں۔ ایک غزل میں ایک یا دو سے زیادہ مطلع بھی ہو سکتے ہیں۔ اِسی طرح اشعار کی بھی کوئی تعداد مقرّر نہیں ہے۔ عام طور پر شاعر غزل کے آخری

شعر میں اپنا تخلص استعمال کرتا ہے، اُسے 'مقطع' کہتے ہیں۔غزل کا سب سے اچھا شعر شاہِ بیت کہلاتا ہے، اسے بیت الغزل بھی کہتے ہیں۔

قصیدہ

ان اشعار کو پڑھیے:

سمتِ کاشی سے، چلا جانبِ متھرا بادل　　برق کے کاندھے پہ لاتی ہے صبا گنگا جل
خبر اڑتی ہوئی آتی ہے مہابن میں ابھی　　کہ چلے آتے ہیں تیرتھ کو ہوا پر بادل
نہ کُھلا، آٹھ پہر میں کبھی دو چار گھڑی　　پندرہ روز ہوئے پانی کو منگل منگل
کبھی ڈوبی، کبھی اچھلی مہِ نو کی کشتی　　بحرِ اخضر میں تلاطُم سے پڑی ہے ہل چل

یہ اشعار قصیدے سے لیے گئے ہیں۔قصیدہ شاعری کی ایک اہم اور مشہور صنف ہے۔

''قصیدہ شاعری کی وہ صنف ہے۔جس میں کسی کی تعریف یا مذمّت کی جاتی ہے۔اس میں تخیّل کی بلندی اور مبالغہ آمیزی ہوتی ہے۔ بلند آہنگی اور پُر شکوہ الفاظ کا استعمال اس کی اہم خوبی ہے۔''

ہیئت کے اعتبار سے قصیدے کی دو قسمیں ہیں:

☆ خطابیہ: یہ قصیدہ براہِ راست مدح یا مذمت سے شروع ہوتا ہے۔

☆ تمہیدیہ: یہ قصیدہ براہِ راست اصل موضوع سے شروع نہیں ہوتا بلکہ اس میں پہلے تمہید کے طور پر کچھ اشعار شامل کیے جاتے ہیں۔

موضوع کے اعتبار سے قصیدے کی دو قسمیں ہیں:

☆ مَدحیہ: جس میں کسی کی تعریف کی جائے۔

☆ ہجویہ: جس میں کسی کی مذمت کی جائے۔

قصیدے کے اجزائے ترکیبی درجِ ذیل ہیں:

(1) تشبیب : شاعر تمہید کے طور پر جو اشعار کہتا ہے اسے تشبیب کہتے ہیں۔

(2) گُریز : وہ شعر جو تمہید اور مدح میں تعلق پیدا کرنے کے لیے کہے جاتے ہیں، انھیں 'گُریز' کہتے ہیں۔

(3) مدح : مدح میں ممدوح کی تعریف کی جاتی ہے اس تعریف میں اس کے جاہ وجلال، عدل وانصاف، شجاعت وسخاوت اور علم وفضل وغیرہ کا بیان کیا جاتا ہے۔

(4) حُسنِ طلب: شاعر کبھی کبھی ایسے اشعار بھی کہتا ہے جن کا مقصد ممدوح سے اعزاز واکرام طلب کرنا ہوتا ہے۔ قصیدے کے آخر میں شاعر ممدوح کی سلامتی اور درازیٔ عمر کے لیے دعا کرتا ہے۔

مرثیہ

اس بند کو پڑھیے:

چلّائے بصد غم مِرے بھائی مِرے بھائی — کیا دل کا ہے عالم مِرے بھائی مِرے بھائی
کیوں چشم ہے پُرنم مِرے بھائی مِرے بھائی — اُکھڑا ہے ترا دم مِرے بھائی مِرے بھائی
سینے میں اجل سانس ٹھہرنے نہیں دیتی
ہچکی تمھیں اب بات بھی کرنے نہیں دیتی

یہ بند ایک مرثیہ سے لیا گیا ہے۔ اس کا عنوان ہے ''شہادتِ عبّاس۔''

مرثیہ لفظ ''رثا'' سے بنا ہے۔ اس کے معنی ہیں رونا، آہ و بکا کرنا۔ مرثیہ اس نظم کو کہتے ہیں، جس میں کسی مرنے والے کے اوصاف بیان کیے جائیں اور اس کی وفات پر رنج وغم کا اظہار کیاجائے۔ مرثیے کے لیے مسدس کی ہیئت مخصوص ہے۔ جس نظم میں واقعاتِ کربلا کا بیان ہو اسے مرثیہ کہتے ہیں۔ اس کے علاوہ جو مرثیے لکھے گئے ان کو شخصی مرثیے کا نام دیا گیا ہے، مثلاً حالی کا ''مرثیۂ غالب'' اقبال کا ''مرثیۂ داغ۔''

مرثیے کے اجزائے ترکیبی درج ذیل ہیں:

- چہرہ : مرثیے کی تمہید ہے اس جز میں، حمد، نعت، منقبت کے علاوہ مناظرِ صبح وشام، موسم کی شدت، دنیا کی بے ثباتی وغیرہ کا ذکر کیا جاتا ہے۔
- سراپا : اس جز میں جس شخص پر مرثیہ لکھا جارہا ہے اس کے حسن وجمال اور دیگر صفات کا ذکر کیا جاتا ہے۔
- رخصت: اس جُز میں ہیرو اپنے عزیزواقارب سے جنگ میں جانے کے لیے رخصت لیتا ہے۔
- آمد : اس جُز میں ہیرو کے شان وشوکت کے ساتھ میدانِ جنگ میں آنے کا منظر پیش کیا جاتا ہے۔
- رجز : اس جُز میں ہیرو اپنے خاندان کی تعریف وتوصیف اور اپنی بہادری اور مہارت کا ذکر کرتا ہے۔
- جنگ : اس جُز میں ہیرو مقابل فوج سے شجاعت اور دلیری کے ساتھ جنگ کرتا ہے۔ ہیرو کے گھوڑے اور تلوار کی تعریف بھی کی جاتی ہے۔
- شہادت: اس جز میں میدانِ جنگ میں ہیرو دشمن سے لڑتے لڑتے شہید ہوجاتا ہے۔ شہادت کا بیان شاعر دردمندانہ اور موثر انداز میں کرتا ہے۔
- بین : مرثیے کا یہ جُز سب سے اہم ہے جس میں ہیرو کی میّت پر عزیزواقارب خاص طور پر عورتیں شہید ہونے والے کی خوبیوں کو بیان کرکے گریۂ و ماتم کرتی ہیں۔

مرثیے کے لیے مذکورہ اجزا متعین ہیں تاہم ایسے بھی مرثیے لکھے گئے ہیں، جن میں ان اجزا کی پابندی نہیں کی گئی ہے۔

مثنوی

ان اشعار پر غور کیجیے:

گُل چیں کا جو اب پتا ملا ہے
یوں شاخِ قلم سے گُل کھِلا ہے

وہ بادِ چمن، چمن خراماں
یعنی وہ بکاؤلی پریشاں

گلشن سے جو خاک اُڑاتی آئی
اس شہر میں آتی، آتی آئی

دیکھا تو خوشی کے چہچہے تھے
گُل چیں کے شگوفے کِھل رہے تھے

گلبانگ زَناں تھا جو جہاں تھا
ایک ایک ہزار داستاں تھا

یہ اشعار مثنوی سے لیے گئے ہیں۔

''مثنوی لفظ ''مثنی'' سے بنا ہے۔ جس کے لغوی معنی دو کے ہوتے ہیں۔ مثنوی مسلسل اشعار کے اس مجموعے کو کہتے ہیں جس میں شعر کے دونوں مصرعے ہم قافیہ ہوتے ہیں اور ہر شعر کا قافیہ بالعموم الگ ہوتا ہے۔ اس میں اشعار کی تعداد مقرّر نہیں ہوتی۔''

مثنویاں طویل اور مختصر دونوں قسم کی ہوتی ہیں۔ طویل مثنویوں میں عموماً آٹھ اجزا ہوتے ہیں۔ حمد و مناجات، نعت، منقبت، حاکمِ وقت کی مدح، اپنی شاعری کی تعریف، مثنوی لکھنے کا سبب، قصّہ یا واقعہ اور خاتمہ۔ لیکن ہر مثنوی میں یہ تمام اجزا لازمی حیثیت نہیں رکھتے۔ مثنوی میں ہر قسم کے مضامین کی گنجائش ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر عشقیہ کہانیاں، اخلاقی اور متصوفانہ یا کسی معاشرے کے احوال یا افراد کی تعریف و تنقیص، نصیحت و رہنمائی، جنگ اور مُہم جوئی کے واقعات بیان کیے جاتے ہیں۔ میر حسؔن کی ''سحرالبیان''، دیا شنکر نسیؔم کی

’’گلزارِ نسیم‘‘ اور نواب مرزا کی ’’زہرِ عشق‘‘ اہم مثنویاں ہیں۔ حالی کی ’’مناجاتِ بیوہ‘‘ اور علی سردار جعفری کی ’’مثنویٔ جمہور‘‘ اور علّامہ اقبال کی ’’ساقی نامہ‘‘ مثنوی کی ہیئت میں بعض معروف نظمیں بھی ملتی ہیں۔

رُباعی

ان اشعار کو پڑھیے:

یہ کیا کہ حیاتِ جاودانی کیا ہے
پہلے دیکھو جہانِ فانی کیا ہے
اس فکر میں ہو کہ موت کیا شے ہے رواںؔ
یہ بھی سمجھے کہ زندگانی کیا ہے

یہ ایک رُباعی ہے۔

’’رُباعی چار مصرعوں پر مشتمل ایک مختصر نظم ہوتی ہے۔ اس کا پہلا دوسرا اور چوتھا مصرعہ ہم قافیہ ہوتا ہے۔ تیسرا مصرعہ بھی ہم قافیہ ہوسکتا ہے۔ یہ بحرِ ہزج میں کہی جاتی ہے اور اس کے لیے 24 اوزان مقرر کیے گئے ہیں۔‘‘

رُباعی کا چوتھا مصرعہ بہت پُر زور ہوتا ہے اس میں مختلف قسم کے مضامین، جیسے فلسفہ، اخلاق، رندی، سرمستی، مذہب وتصوف، وعظ و پند، حسن وعشق کے علاوہ شاعر کے تجربات اور مشاہدات بیان کیے جاتے ہیں۔

قطعہ

یہ اشعار پڑھیے:

دھوپ اور مینہ

ہلکی ہلکی پھوار کے دوران میں
دفعتاً سورج جو بے پردہ ہوا
میں نے یہ جانا کہ وحشت میں کوئی
روتے روتے کِھل کِھلا کر ہنس پڑا

یہ ایک قطعہ ہے۔

''قطعہ کے لغوی معنی کسی شے کے ٹکڑے یا حصّے کے ہیں۔ قطعہ ایسی نظم کو کہتے ہیں جس میں کسی مضمون کا مسلسل بیان ہو۔ اس میں کم سے کم دو شعر ہوتے ہیں۔ زیادہ سے زیادہ اشعار کی تعداد مقرّر نہیں ہے۔ عام طور پر اس میں مطلع نہیں ہوتا اور شعر کا دوسرا مصرعہ ہم قافیہ ہوتا ہے۔ اس میں شاعر تسلسل کے ساتھ ایک ہی کیفیت یا خیال بیان کرتا ہے۔''

کبھی کبھی شعرا اپنی غزلوں میں بھی ''قطعہ بند'' اشعار شامل کر لیتے ہیں جن میں ایک ہی خیال کو دو یا دو سے زیادہ شعروں میں نظم کیا جاتا ہے۔ مثلاً: میؔر کی غزل میں شامل ایک قطعہ حسبِ ذیل ہے۔

کل پاؤں ایک کاسۂ سر پر جو آ گیا — یکسروہ استخوان شکستوں سے چوُر تھا
کہنے لگا کہ دیکھ کے چل راہِ بے خبر — میں بھی کبھو کسو کا سرِ پُر غرور تھا

نظم

نظم کے یہ اشعار پڑھیے:

سورج نے دیا اپنی شُعاعوں کو یہ پیغام
دنیا ہے عجب چیز کبھی صبح، کبھی شام
مدّت سے تم آوارہ ہو پہنائے فضا میں
بڑھتی ہی چلی جاتی ہے بے مہری ایّام
نے ریت کے ذرّوں پہ چمکنے میں ہے راحت
نے مثلِ صبا طوفِ گُل و لالہ میں آرام
پھر میرے تجلّی کدۂ دل میں سما جاؤ
چھوڑو چمنستان و بیابان و در و بام

یہ اشعار اقبالؔ کی نظم 'شُعاعِ امید' سے لیے گئے ہیں۔

''نظم شاعری کی اس صنف کو کہتے ہیں جس میں ایک ہی موضوع پر تسلسل کے ساتھ اظہارِ خیال کیا جائے یا ایک ہی تجربے کا بیان ہو یا ایک ہی واقعہ نظم کیا جائے۔ نظم کی سب سے بڑی خوبی خیال کی وحدت ہے۔ عام طور پر ہر نظم کا کوئی عنوان ہوتا ہے۔''

ہیئت کے اعتبار سے نظم کی تین قسمیں ہوتی ہیں:

- پابند نظم: ''وہ نظم ہے جس میں بحر کے استعمال اور قافیوں کی ترتیب میں مقررہ اصولوں کی پابندی کی گئی ہو۔''

- نظم معریٰ: ''وہ نظم ہے جس کے تمام مصرعے برابر کے ہوں مگر ان میں قافیے کی پابندی نہ ہو۔''

- آزاد نظم: ''ایسی نظم ہے جس میں قافیے و ردیف کی پابندی نہیں ہوتی اور اس کے ارکانِ بحر میں کمی بیشی ہوسکتی ہے، اس کی وجہ سے اس کے مصرعے چھوٹے بڑے ہوجاتے ہیں۔''

- نثری نظم: ''یہ نظم چھوٹی، بڑی سطروں پر مشتمل ہوتی ہے، اس میں نہ تو ردیف وقافیہ کی پابندی ہوتی ہے اور نہ وہ بحر وزن کی۔''